ہندوستان میں پائے جاتے تھے بلکہ بہت بڑی مقدار میں افریقہ میں بھی پائے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ افریقہ کا کمبرلی (KIMBERLEY) دنیا کا سب سے بڑا ہیرے کا خزانہ تسلیم کرلیا گیا۔ اسی طرح سونے کے لیے بھی وہاں کے کئی مراکز قدیم سے معروف و مشہور تھے۔ علاوہ بریں ہندوستان میں سونے کے لیے سوپارہ سے کہیں زیادہ مشہور میسور تھا (جہاں کولار گولڈ فیلڈ آج بھی موجود ہے)۔ جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے زمانہ میں عرب کے دو سیاحوں (وصاف اور رشید الدین) نے ساحل کارومنڈل کے بارے میں (جو معبر کے نام سے مشہور تھا) لکھا ہے کہ "یہاں کی پیداوار یں عراق۔ خراسان۔ شام۔ روم اور یورپ تک جاتی ہیں..... ۶۹۲ھ (۱۲۹۳ء) میں یہاں کا راجہ (دیوار) مر گیا اور اس کی دولت اس کے وزیروں مشیروں اور نائبوں (موبلوں) میں بٹ گئی اور شیخ جمال الدین کو جو اس کا جانشین ہوا۔ کہتے ہیں کہ سات ہزار بیلوں کا بوجھ سونا اور جواہرات ہاتھ آئے"۔ (عرب و ہند کے تعلقات۔ علامہ سید سلیمان ندوی) اسی کارومنڈل کو جب علاؤ الدین خلجی کے سپہ سالار ملک کافور نے ایک دفعہ فتح کیا تو اس کو سرکاری خزانہ سے دوسری چیزوں کے علاوہ "۹۶ ہزار من سونا اور پانچ سو من موتی اور جواہرات ملے" (اس زمانے میں من چودہ سیر کا ہوتا تھا)۔ میسور سے ملحق نیلگری پہاڑ صندل کے درختوں کے لیے مشہور ہے۔ اُن کی کھدائی سے ایسے زیورات بھی ملے ہیں جو ایک ایسے ہرے قیمتی پتھر (AMAZONITE) کے بنے ہوئے ہیں جو نیلگری پہاڑ یا سائبیریا کے پہاڑوں سے نکالے گئے ہونگے۔ اور قدیم میں ان سارے مقامات سے عراق کے تعلقات قائم تھے۔

حضرت سلیمانؑ نے عبادت خانہ میں جو سونا لگایا اُس کے لیے بائبل میں ایک جگہ (۲۔ تواریخ ۳:۶) لکھا ہے کہ "سونا پروائم کا سونا تھا" *And the Gold was Gold of parvim* اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے موصوف نے لکھا ہے کہ سنسکرت لفظ پرو' بمعنی پورب ہے اس لئے گویا یہ ہندوستان کا سونا تھا۔ "پورو" (पूर्व) کے معنی علاوہ پورب کے اور بھی ہیں۔ یعنی پہلے کا۔ آگے کا۔ پرانا۔ پچھلا۔ سابق۔ گزشتہ۔ قدیم۔ پراچین۔ اور یہی مفہوم یہاں چسپاں ہوگا کیونکہ جو سونا خدا کے گھر میں پہلے پہل لگایا گیا تھا وہ وہی پہلے کا سونا تھا جو داؤدؑ سے حضرت سلیمانؑ کو ملا تھا

جس کا ذکر بائبل میں موجود ہے۔ سلیمانؑ کے والد بزرگوار حضرت داؤدؑ نے اپنی وفات سے قبل اپنے لڑکے کو وصیت کرتے ہوئے اس طرح اظہار کر دیا تھا کہ "دیکھ میں نے مشقت سے خداوند کے گھر کے لیے ایک لاکھ قنطار سونا اور دس لاکھ قنطار چاندی اور بے اندازہ پیتل اور لوہا تیار کیا ہے کیونکہ وہ کثرت سے ہے اور لکڑی اور پتھر بھی میں نے تیار کئے ہیں اور تو ان کو بڑھا سکتا ہے" (۱۔ تواریخ ۲۲:۱۴) وہ سارا ذخیرہ جو داؤدؑ نے سلیمانؑ کے سپرد کیا اس کو جمع کرنے سے پہلے ساری جماعت کے سامنے ایک اپیل کی تھی جسے سن کر لوگوں نے خوشی سے خدا کے گھر کے لیے سونا چاندی اور جواہرات پیش کئے اس اپیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے پاس اوفیر کا سونا کس مقدار میں موجود تھا جو غالباً ان کے دوست حیرام بادشاہ سے وصول ہوا ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے بقیہ سونا دوسرے مقامات کا تھا ورنہ خصوصیت سے صرف مخصوص مقدار کے لیے اوفیر کا نام نہ لیا جاتا لیکن بہرحال، سونے میں یہ بھی شامل تھا۔

"یعنی تین ہزار قنطار سونا جو اوفیر کا سونا ہے اور سات ہزار قنطار خالص چاندی عمارتوں کی دیواروں پر منڈھنے کے لیے" (۱۔ تواریخ ۲۹:۴) اسکندریہ کے ایک محقق کی تحقیق (۱۹۰۰ء کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ حضرت نوحؑ کی کشتی میں "ساج" نامی لکڑی استعمال کی گئی تھی جو مغربی ہند کی وساگ کی یعنی ساگون لکڑی ہے۔ اس کے متعلق صرف یہ عرض کرنا ہے کہ ۱۹۵۵ء میں سفینۂ نوحؑ کی جدید ترین دریافت ایک تجربہ کار فرانسیسی فرنینڈ ناوَرّا (FERNAND NAVARRA) اور اس کے گیارہ سالہ بچہ کے ذریعہ ہوئی جس مہم سے حاصل کردہ پانچ فیٹ کے لکڑی کے ٹکڑے کے متعلق (جس کی موٹائی آٹھ دس انچ تھی اور جس کا وزن پچاس پونڈ تھا) مختلف تجربہ گاہوں کی اطلاعات کے مطابق معلوم ہوا کہ "یہ شاہ بلوط کی لکڑی ہے جو مشرقِ وسطیٰ میں پائی جاتی ہے۔ تجربات کے بعد یہ بھی پتہ چلا کہ یہ لکڑی کوئی ۵ ہزار سال پرانی ہے۔ (سہ روزہ 'دعوت' مورخہ ۱۶ر اگست ۱۹۵۶ء) اور یہ لکڑی شاہ بلوط کے درمیان سے کاٹی گئی ہے جس کا تنا کم از کم ۲۵ انچ موٹا ہوگا۔ یہ ٹکڑا فرانس پہونچا تھا اور ۱۲ر اکتوبر ۱۹۵۵ء کو پیرس سے یہ اعلان شائع ہوا تھا کہ وہاں کے قدیم شاہی محل میں اس کی نمائش ۱۶ر اکتوبر ۱۹۵۵ء سے ہوگی۔ جو بالآخر ہوئی۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ ناورّا (NAVARRA) کی یہ تمنا کب پوری ہوتی ہے کہ وہ ایک زبردست مہم لے کر